© rasailojaraid.com

جائے تو اسلامی دنیا کا حصہ صرف ایک فی صد بنتا ہے۔

دنیا بھر میں ہر سال ایک لاکھ سے زائد سائنسی کتب اور ۲۰ لاکھ سے زائد سائنسی مقالات شائع ہوتے ہیں، جب کہ اسلامی ممالک سے شائع ہونے والی کتب اور مقالات کی سالانہ تعداد ایک ہزار سے زائد نہیں۔ امریکہ میں معیاری جامعات، جن کی تعداد سیکڑوں میں ہے، اُن میں ہر ایک کا سالانہ بجٹ ایک ارب امریکی ڈالر سے زائد ہے۔ جوہری دھماکے سے سرخرو اسلامی جمہوریہ پاکستان میں صرف ۸ کروڑ ڈالر سالانہ خرچ کیے جاتے ہیں اور یہاں سائنس کے مضامین میں ڈاکٹریٹ کرنے والوں کی تعداد ۴۰، ۵۰ افراد سالانہ ہے۔

مجموعی قومی پیداوار کے حوالے سے دیکھا جائے تو ۵۶ خود مختار اسلامی ممالک کی مجموعی قومی پیداوار ایک ہزار ایک سو ۵۰ ارب امریکی ڈالر ہے، جب کہ جرمنی کی ۲ ہزار ۴ سو ارب ڈالر اور جاپان کی ۵ ہزار ایک سو ارب ڈالر ہے۔ تمام مسلم ممالک میں سائنس و ٹکنالوجی کی تحقیق پر مجموعی طور پر جو رقم خرچ کی جاتی ہے، جرمنی اُس سے دُگنی اور جاپان چار گنا زائد رقم خرچ کرتا ہے۔

آج سائنس اور ٹکنالوجی مادیت کی علامت بن گئی ہے۔ جب مسلمان سائنس کے بھی امام تھے تو یہ صورت نہ تھی۔ مسلمانوں کو دنیا کی امامت سنبھالنا ہے تو اپنی تہذیب اور اقدار کا علم ہاتھ میں لے کر سائنس کے میدان میں مغرب سے آگے بڑھنا ہوگا۔ مغرب مادیت کے سیلاب میں بہا چلا جا رہا ہے، اخلاقی قدریں ختم ہو رہی ہیں، خاندانی نظام ٹوٹ پھوٹ چکا ہے، زندگی سکون سے محروم ہے۔ بدقسمتی سے اس کے عالمی اثرات کے تحت مسلم معاشرے بھی اس کا شکار ہو رہے ہیں۔ مسلمان ملکوں کو سائنس کے میدان میں قدم آگے بڑھاتے ہوئے، یہ خیال رکھنا ہوگا کہ تہذیب و ثقافت اور اقدار مغرب سے نہ لیں۔ اب تو رابطوں میں اضافے اور آسانی کی وجہ سے ۲۱ ویں صدی کے عالمی گاؤں میں ہمارا ہدف یہ ہونا چاہیے کہ زندگی گزارنے کے لیے ہم مسلمانوں کے پاس خالق کائنات کا جو پیغام ہے، مغرب اپنے مسائل کا حل اس میں تلاش کرے۔

کینیا: منجیکی رہنماؤں کا قبولِ اسلام

مسلم سجاد

منجیکی فرقے کے ۱۳ رہنماؤں نے کینیا کے وسطی صوبے سے، نیروبی سے ۵۰۰ کلومیٹر دور ساحلی شہر ممباسہ آکر اسلام قبول کیا۔ یہاں ائمہ و خطبا کی انجمن نے ان کا استقبال کیا۔ منجیکی تنظیموں کے مرکزی رہنما جن کا نام اب ابراہیم ہے، اور بانی رکن محمد جینجا اسلام قبول کرنے والوں میں شامل ہیں۔ اہم صوبائی رہنما اور خاتون رہنما خدیجہ دنگاری، سب ہی نعمت ایمان سے مشرف ہوئے۔ اب ہر ہفتے ۱۰۰ سے زائد افراد اسلام قبول

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کر رہے ہیں۔

کی کی یو میں منجیکی کا مطلب کثرت افراد ہے۔ گروپ بیش تر کی کی یو برادری پر مشتمل ہے، تاہم تائے تا، کانجن، دودوبو اور دوسرے قبائل کے افراد بھی اس میں شامل ہیں۔ کل تعداد کا اندازہ ۳ لاکھ ہے۔

منجیکی کہتے ہیں کہ ان کے رسوم و رواج مسلمانوں سے زیادہ مختلف نہیں اور یہ بھی اسلام قبول کرنے کی ایک وجہ ہے۔ کینیا کے مسلمانوں نے انھیں خوش آمدید کہتے ہوئے اسلام کی پیروی کرنے اور اس کا پیغام پھیلانے کی تلقین کی۔ اس فرقے کے لوگوں کو سگریٹ نوشی اور شراب کی ممانعت ہے۔ مغربی لباس کو جسم کے نشیب و فراز ظاہر کرنے کی وجہ سے ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور اسے طوائفوں کا لباس سمجھا جاتا ہے۔ پتلون اور منی اسکرٹ اسی لیے ممنوع ہیں۔ یہ لوگ ایک سے زائد عورتوں سے شادی کرنے اور جن لڑکیوں کی مرد نہ ہونے کی وجہ سے شادی نہ ہو رہی ہو، ان سے شادی کرنے کو قابل تحسین قرار دیتے ہیں۔

مسلمان کینیا کی آبادی کا ۲۵، ۳۰ فی صد ہیں۔ قومی سیاست میں اچھا کردار ادا کرتے رہے ہیں۔ دوسرے افریقی ملکوں کی طرح کینیا کا بھی اصل مسئلہ اچھی حکمرانی (گڈ گورننس) ہے۔ مسلمانوں نے ان لوگوں سے اپنے کو علیحدہ رکھا ہے جو انقلاب کے ذریعے تبدیلی چاہتے ہیں، اس لیے کہ اس سے معاشی اور سیاسی انتشار پیدا ہوگا۔ مسلمانوں نے عموماً صدر ڈینیل موئی کی حمایت کی ہے۔ گذشتہ انتخابات میں اس کی جیت مسلمانوں کے ووٹ کی مرہون منت تھی۔ اب دو برس بعد انتخابات ہونا ہیں۔ دستور پر نظر ثانی کے عمل نے سیاست دانوں اور کلیسا کے ذمہ داروں دونوں کو بیچ سے تقسیم کر دیا ہے۔ ۲۰۰۲ء میں صدر موئی دوسری پانچ سالہ مدت ختم کریں گے، اسی لیے جانشینی کی بحث کا آغاز ہو گیا ہے۔

منجیکی کے قبولِ اسلام کے کیا اثرات ہوں گے؟ کینیا کے گرجوں کی قومی انجمن (NCCK) اس پر ناخوش ہے اور اس نے اس پر سیکیورٹی رسک کا واویلا شروع کر دیا ہے۔ اس نے مطالبہ کیا ہے کہ حکومت ان کی سرگرمیوں کی تحقیقات کرے کہ کیا اس کے پیچھے کوئی مذموم مقاصد ہیں؟ کلیسا کے رہنماؤں نے اپنے پیروکاروں کو منجیکیوں سے دُور رہنے کا انتباہ بھی دیا ہے۔

حکومت سے یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ اوّل: منجیکی قبولِ اسلام کے باوجود بھی کی کی یو ہونے کی وجہ سے صدر موئی کی حمایتی ثابت نہ ہوں گے۔ دوم: بالکل ممکن ہے کہ حکومت کے مخالف مسلمان، منجیکیوں کو اپنے ساتھ ملا لیں۔

مسلم رہنما نہیں چاہتے کہ اس قبولِ اسلام کو سیاسی رنگ دیا جائے۔ وہ حکومت کے حق میں ووٹ دیں، یا مخالفت میں، اس کا تعلق اس سے نہ جوڑا جائے۔ حکومت کو ضرور یہ چاہیے کہ منجیکی کے بارے میں اپنی پالیسی پر غور کرے۔ گروپ کے لیڈر ابراہیم واوانگے نے حکومت سے یہی بات کہی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ حکومت کو یہ موقع حاصل ہے کہ وہ منجیکیوں کی رائے اپنے حق میں استوار کرے (ماخوذ: ماہنامہ امپیکٹ، لندن، دسمبر ۲۰۰۰ء)۔

© rasailojaraid.com